بسم اللہ الرحمن الرحیم

معتقدین و شرکین کی طرف سے عبارات اکابر پر اعتراضات

۲۸
۸
۷ - ۵ - ۹۱
دارالافتاء

بخدمت جناب: رئیس الافتاء، جامعہ فاروقیہ کراچی

مکرم و محترم مفتی صاحب بعض اہل بدعت کی طرف سے عبارات اکابر پر چند اعتراضات ہیں، انکے جوابات مطلوب ہیں۔ رہنمائی فرما کر مشکور فرمائیں۔

① اہل بدعت کی طرف سے ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ دیوبندی حضرات یعنی ۹۲ اس وظیفہ سے منع کرتے ہیں۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ اور تقویۃ الایمان ص ۱۳۱ سے واضح ہے اور دوسری طرف آپکے پیر جی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب اسکے جواز کا قائل ہے۔ اور کلیات امدادیہ ص ۸۵ کے حوالہ سے ~~اعتراض~~ ثابت کرتا ہے۔

② اعتراض نمبر ۲: کہ آپ ہمارے اعلیٰ حضرت پر بہتان باندھتے ہو کہ وہ انگریزوں کا ایجنٹ تھا۔ حالانکہ انگریزوں کے ایجنٹ تو دیوبندی حضرات ہیں۔ اور پھر اسکی وضاحت اس طرح کردی ہے کہ ایجنٹ کو پیسے پیسے دیتے ہیں۔ اور علماء دیوبند کو بھی انگریزوں کی طرف سے پیسے ملتے ہیں۔ اور دلیل میں مولانا حفظ الرحمان سیوہاری صاحب کی طرف منسوب رسالہ "مکالمۃ الصدرین" کا حوالہ دیتے ہیں۔

کہ اس کتاب میں صاف لکھا ہے کہ مولانا الیاسؒ کی تبلیغی تحریک کو ابتدا حکومت برطانیہ کی جانب سے بذریعہ "حاجی رشید احمد صاحب" کچھ روپیہ ملتا تھا۔ (مکالمۃ الصدرین ص ۸)

اعتراض نمبر ۳: کہ غیر اللہ خصوصاً حضرت علیؓ کو اور حضورؐ پاک کو مشکل کشا کہنا شرک ہے تو خود آپکے اکابر نے انکو کیوں مشکل کشا کہا ہے۔ جیسا کہ حضرت تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

دور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے رب

یا دعا عالم علی مشکل کشا کے واسطے ...... (تعلیم الدین ص ۱۷۶)

اور کلیات امدادیہ ص ۹۵ پر ہے۔ "سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل

اے میرے مشکل کشا صلی اللہ علیہ وسلم فریاد ہے۔

براہ کرم ان تمام اعتراضات کا مدلل جوابات مطلوب ہیں۔

المستفتی: بدیع الرحمٰن قاسمی (صوابی)
0301 5372357

جواب صفحے کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

غیر اللہ کو پکارنا اگر محض تذکرہ کے واسطے، یا شوق وصال، یا حسرت فراق میں ہو، جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لے کر اپنے دل کو تسلی دیا کرتے ہیں یا شعراء اپنے اشعار میں تخیلاتی طور پر خطاب کریں، جیسے کبھی باد صبا، کبھی پہاڑوں، جنگلوں اور کبھی حیوانات اور پرندوں کو خطاب کرتے ہیں، (جبکہ ان میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ جن کو وہ خطاب کر رہے ہیں وہ ان کی بات کو سنتے اور اس کا جواب دیتے ہیں، بلکہ یہ محض ایک ذہنی پرواز اور تخیل ہوتا ہے جس پر واقعاتی احکام جاری نہیں ہوتے۔)

یا مخاطب و منادی کو سنانا مقصود ہو اور تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کرتا ہو، یا (نہ کرتا ہو، مگر) سمجھتا ہو کہ کسی ذریعے سے یہ نداء و خبر مخاطب کو پہنچ جائے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالدلیل ہو، (جیسا کہ ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچانا حدیث سے ثابت ہے) تو یہ (فی نفسہ) جائز ہے،

البتہ اگر مخاطب کو ہر جگہ سننے والا، حاضر ناظر، مرادیں پوری کرنے والا اور مشکلات دور کرنے والا، وغیرہ سمجھ کر نداء کرتا ہو، تو یہ صورت جائز نہیں، بلکہ صریح شرک ہے۔

ہمارے اکابر نے اگر کسی کتاب میں "غیر اللہ" کو پکارنے کے بارے میں "جواز" کا کہا ہے (یا ان کی کسی کتاب میں ایسی عبارت ہے) تو وہ انہیں صورتوں میں سے ہے جن میں عقیدے میں کسی بھی قسم کی خرابی نہ ہو، اور "کلیات امدادیہ" میں بھی یہی ہے، اسے غور سے دیکھا جائے۔ کسی "غیر اللہ" کو مشکل کشا، حاضر ناظر جان کر، سمجھ کر پکارنے کی ہمارے اکابر نے نہ صرف یہ کہ اجازت نہیں دی، بلکہ اس کی سخت تردید کی ہے اور اسے شرک قرار دیا ہے، اس کی دلیل اکابر کی تمام معتبر تصنیفات اور ان میں واضح الفاظ و عبارات کے ساتھ ان کے مصرح عقائد ہیں، جن کے بعد ان کے عقائد کی صحت و درستگی اور شریعت کے عین موافق ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ ہم بطور نمونہ کے حضرت تھانوی صاحب نور اللہ مرقدہ ہی کی چند عبارات ان کی تمام عمر کے لکھے گئے مستند فتاوی کے مجموعہ "امداد الفتاوی" سے ذکر کرتے ہیں:

Scanned by CamScanner

1۔ "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" کے ورد کے متعلق جواب میں فرماتے ہیں:

"الجواب۔ ایسے امور و معاملات میں تفصیل یہ ہے کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے، تاویل مناسب کر کے، اور سقیم الفہم کیلئے بوجہ مفاسد اعتقادیہ و عملیہ کے اجازت نہیں دی جاتی، چونکہ اکثر عوام مدفہم اور کج طبع ہوتے ہیں ان کو علی الاطلاق منع کیا جاتا ہے۔ .... اس قاعدے کے دریافت کر لینے کے بعد برار یا اختلاف جو ان امور میں واقع ہیں ان کی حقیقت منکشف ہو جاوے گی۔ .... مدار یہ اجازت عوام کے حق میں سم قاتل ہے۔" (۵/۳۵۷، دار العلوم کراچی)

2۔ "استمداد از ارواح مشائخ" سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

"الجواب۔ جو استعانت و استمداد بالمخلوق باعتقاد علم و قدرت مستقل مستمد منہ ہو شرک ہے، اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم و قدرت کسی دلیل صحیح سے ثابت نہ ہو معصیت ہے، اور جو باعتقاد علم و قدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم و قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے، خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت اور جو استمداد بلا اعتقاد علم و قدرت ہو نہ مستقل نہ غیر مستقل، پس اگر طریق استمداد مفید ہو تب بھی جائز ہے جیسے استمداد بالنار والماء والواقعات التاریخیہ، ورنہ لغو ہے۔" (۵/۳۶۹)

3۔ ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

"الجواب۔ ایسے خطابات میں تین مرتبے ہیں، اول ان کو متصرف بالاستقلال سمجھنا یہ تو صریح شرک ہے، دوم متصرف بالاذن اور ان خطابات پر مطلع بالمشیئہ سمجھنا یہ شرک تو کسی حال میں نہیں لیکن یہ کہ اس کا وقوع ہوتا ہے یا نہیں، اس میں اکابر امت مختلف ہیں، فمنہم المثبت ومنہم النافی، لیکن جو مثبت بھی ہیں وہ یہ اجازت نہیں دیتے کہ بعید سے نداء کرو اور نہ بعید سے دواماً سننے کی کوئی دلیل ہے، اور بلا دلیل شرعی ایسا اعتقاد رکھنا گو حقیقتاً شرک نہ ہو، مگر معصیت اور کذب حقیقتاً اور شرک صورۃً ہے، معصیت ہونے کی یہ دلیل ہے ولا تقف ما لیس لک بہ علم اور کذب ہونا اس کی تعریف صادق آنے سے ظاہر ہے، اور شرک صورۃً اسلئے کہ اول اعتقاد والوں کے ساتھ عادت میں تشبہ ہے۔ ....

سوم نہ تصرف کا اعتقاد ہے نہ سماع کا محض ذوق شوق میں مثل خطاب باد صبا کے خطاب کرتا ہے یہ نہ شرک ہے نہ معصیت ہے، فی نفسہ جائز ہے جب کہ الفاظ خطاب کے حد شرعی کے اندر ہوں، اور کسی عامی کا اعتقاد فاسد نہ ہو جاوے کیونکہ جس طرح خود معصیت سے بچنا فرض ہے، اسی طرح دوسرے مسلمانوں کو خصوصاً عوام کو بچانا فرض ہے، پس جہاں عوام کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہو وہاں اجازت نہ ہوگی۔ جب یہ تفصیل سمجھ میں آگئی تو اس سے اکابر کے اقوال کے معنی بھی متعین ہو گئے، اور قائل کا حکم بھی معلوم ہو گیا، اور جو شخص شرک کہتا ہے اگر وہ مرتبہ جائز کو کہتا ہے تو غلطی ہے، توبہ واجب ہے اور اگر ناجائز مرتبہ کو کہتا ہے تو تاویل سے جائز ہے جیسا حدیثوں میں بعض معاصی کو شرک فرمایا ہے، واللہ تعالیٰ أعلم۔" (۵/۳۸۴)۔

جاری ہے ....

سوال نمبر۲ میں "مشکل کشا" کا لفظ اگرچہ موجود ہے، لیکن مذکورہ تفصیلات و تصریحات سے معلوم ہوا کہ یہ عدم جواز میں ہے نہ کہ عدم معصیت میں (چہ جائیکہ عدم شرک میں ہو) علاوہ ازیں حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ بہت مشکل مقدمات و معاملات کو آسانی سے حل فرما دیتے تھے حتیٰ کہ اس میں ضرب المثل بن گئے تھے اسلئے انہیں "حلال المعضلات" (مشکل معاملہ حل کرنے والا) کہتے تھے جس کا فارسی ترجمہ "مشکل کشا" ہے اس اعتبار سے بھی یہ اطلاق جائز ہے۔

البتہ عوام کیلئے مذکورہ صورتوں میں فرق کرنا چونکہ قدرے دشوار ہے، اسلئے جائز صورتوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے، نیز اسلئے بھی کہ اس سے غلط اور فاسد عقیدے کے ساتھ پکارنے والوں کی تائید ہوتی ہے۔

(۳) "مکالمۃ الصدرین" ایک غیر معتبر، غیر مستند کتاب ہے۔ اگر یہ کوئی مستند مکالمہ ہوتا تو اس پر فریقین کے سربراہوں (مولانا مدنی صاحبؒ اور علامہ عثمانی صاحبؒ) کے دستخط ہوتے، جبکہ اس پر کسی کے بھی دستخط نہیں۔ نیز اس کے غیر مستند ہونے کی ایک بہت بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ اس کے مرتب (مولوی محمد طاہر صاحب) بزرگوں کی اس ملاقات (مکالمہ) میں سرے سے شریک ہی نہیں تھے، چنانچہ مذکورہ کتاب کے جواب "کشف حقیقت" میں مولانا مدنی صاحب" فرماتے ہیں:

"مگر خود غرض چالاک لوگوں نے نہ معلوم مولانا (عثمانیؒ) کو کیا سمجھایا اور کس قسم کا پروپیگنڈہ کیا کہ کچھ عرصہ بعد یہ رسالہ مکالمۃ الصدرین میں شائع کر دیا گیا، جس میں نہ فریقین کے دستخط ہیں، نہ فریق ثانی (اراکین جمعیۃ) کو کوئی خبر دی گئی نہ ان میں سے کسی سے تصدیق کرائی گئی، خود مولانا موصوف کے دستخط بھی نہیں، بلکہ مولوی محمد طاہر صاحب کے دستخط ہیں جو اثناء گفتگو میں موجود تک نہ تھے۔" (کشف حقیقت، ص۸)۔

اور ص۹ پر فرماتے ہیں: "مکالمہ مذکورہ مولوی محمد طاہر صاحب ہی کا اختراع اور ان ہی کے فہم و خیالات کا نتیجہ ہے۔ اور ہماری باہمی گفتگو کو صرف ان خیالات و افکار کا حیلہ بنایا گیا ہے اور اسی لئے یہ حقیقت سے دور اور کذب و افتراء کا مجموعہ ہے۔"

ص۱۰ پر فرماتے ہیں: "اگر واقع میں یہ تمام تحریر مولانا شبیر احمد عثمانی" کی مصدقہ تھی تو مولانا نے اس پر دستخط کیوں نہ فرمائے؟ اور اگر اس میں صداقت و واقعیت تھی تو قبل اشاعت جمعیۃ کو دکھلایا کیوں نہیں گیا؟"

ص۲ پر رقمطراز ہیں: "چونکہ اس (مکالمۃ الصدرین) کی نسبت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی طرف کی گئی ہے اس لئے اس سے لوگوں کو بہت سے شبہات اور خلجانات پیدا ہوئے اور وہ ہماری طرف رجوع ہوئے۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بلاشبہ اس میں اس قدر اکاذیب اور غلط بیانیاں ہیں کہ جس کو دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی اور بجز افسوس اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔"

علاوہ ازیں "کشف حقیقت" میں خود مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی" کی مذکورہ

جاری ہے ....

الفاظ سے براءت اور اس کی سخت مذمت اور تردید ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:
"وکفیٰ باللہ شہیدا۔ اس کا ایک ایک حرف افتراء اور بہتان ہے، میں نے
ہرگز ہرگز یہ کلمات نہیں کہے اور نہ مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحریک کے متعلق یہ
بات کہی گئی۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم۔ بلکہ مرتب صاحب (مولوی محمد ... مسلم لیگی) نے اپنی
روانی طبع سے اس کو گھڑ کر اس لئے میری جانب منسوب کرنا ضروری سمجھا کہ اس کے ذریعے سے
حضرت مولانا محمد الیاس صاحب "کی تحریک سے والہانہ شغف رکھنے والے ان مخلصوں کو بھی
جمعیۃ علماء ہند سے برہم اور متنفر کرنے کی ناکام سعی کریں جو جمعیۃ علماء ہند کے اکابر اور رفقاء کار
کے ساتھ بھی مخلصانہ عقیدت اور تعلق رکھتے ہیں۔ اب یہ قارئین کرام کا اپنا فرض ہے کہ وہ اس تحریر
کو صحیح قرار دیں جس کی بنیاد شرعی اور اخلاقی احساسات کو نظر انداز کرکے محض جھوٹے پروپیگنڈے
پر قائم کی گئی ہے یا اس سلسلہ میں میری گزارش اور تردید پر یقین فرمائیں۔ البتہ میں مرتب صاحب کی
اس بے جا جسارت کے متعلق اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ والی اللہ المشتکی
واللہ بصیر بالعباد۔" (کشف حقیقت، ص: ۲۲، ۲۵)۔

اور اگر بالفرض کتاب کو معتبر اور درست تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس کی پوری
عبارت اس طرح ہے: "اسی ضمن میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کو بھی ابتداءً حکومت برطانیہ کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا، پھر بند ہو گیا۔"
سوال میں آخری خط کشیدہ جملے کو حذف کر دیا گیا ہے، اگر اسے حذف نہ کیا جاتا
تو یقیناً ہر قاری یہ سوچنے پر مجبور ہوتا کہ: "اگر تبلیغی جماعت گورنمنٹ کے مقاصد کیلئے استعمال
ہو رہی تھی تو یہ روپیہ بند کیوں کر دیا گیا؟" اس روپیہ کا بند ہو جانا ہی اس بات کی دلیل ہے
کہ تبلیغی جماعت گورنمنٹ کے مقاصد کیلئے استعمال نہ ہو سکی اور انگریز کو اس کی توقع بھی نہ تھی
ورنہ رقم کبھی بند نہ ہوتی۔ رقم کا بند ہو جانا ہی اس بات کی روشن دلیل ہے کہ تبلیغی جماعت انگریز کے
لئے آلۂ کار نہیں بنی اور بفضلہ تعالیٰ پہلے سے اب یہ جماعت تمام دنیا میں زیادہ عروج پر ہے بلکہ
ان ملکوں اور علاقوں میں بھی کام کر رہی ہے جو انگریز کے سخت مخالف ہیں۔"
(بحوالہ، اظہار العیب، باب دوم، ص: ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۱۰-۱۱۲، مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)۔

وقد ذكروا أن المسئلة المتعلقة بالكفر إذا كان لها تسع و
تسعون احتمالا للكفر واحتمال واحد في نفيه، فالأولى للمفتي والقاضي أن يعمل
بالاحتمال النافي، لأن الخطأ في إبقاء ألف كافر أهون من الخطأ في إفناء مسلم
واحد. وفي المسئلة المذكورة تصريح بأنه يقبل من صاحبها التاويل خلافا
لما ذكره بعضهم على خلاف هذا القيل."
(شرح الفقه الأكبر، مطلب: يجب معرفة المكفرات لاجتنابها، ص: ۱۶۲، قديمي)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن لله ملائكة سياحين
في الأرض يبلغوني من أمتي السلام"
(المشكوة، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم وفضلها: ۱/۸۶، قديمي)

جاری ہے ......

عندنا وعند مشائخنا رحمهم الله تعالى يجوز التوسل في الدعوات بالأنبياء والصالحين من الأولياء والشهداء والصديقين في حياتهم وبعد وفاتهم بأن يقول في دعائه: "اللهم إني أتوسل إليك بفلان أن تجيب دعوتي وتقضي حاجتي"

(المهند على المفند، الجواب عن السؤال الرابع، ص: ٣٢، مكتبة العلم)

إن الناس قد أكثروا من دعاء غير الله تعالى من الأولياء الأحياء منهم والأموات وغيرهم، مثل: "ياسيدي فلان أغثني" وليس ذلك من التوسل المباح في شيء، واللائق بحال المؤمن عدم التفوه بذلك، وأن لا يحوم حول حماه، وقد عده أناس من العلماء شركا، وإن لا يكنه فهو قريب منه"

(روح المعاني، سورة المائدة، آيت: ٣٥: ٦/١٢٨، دار إحياء التراث العربي)

وفي البزازية قال علماؤنا: من قال: "أرواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر"

(البحر الرائق، كتاب السير، باب أحكام المرتدين: ٥/٢٠٩، رشيدية)

والتفصيل في المسألة أن التوسل بالمخلوق له تفاسير ثلاثة: الأول دعائه واستغاثته كديدن المشركين وهو حرام إجماعا .... الثاني طلب الدعاء منه ...... ولم يثبت في الميت بدليل فيختص هذا المعنى بالحي، والثالث: دعاء الله ببركة هذا المخلوق المقبول، وهذا قد جوزه الجمهور"

(بوادر النوادر: ٢/٧٠٦، ٧٠٨، إدارة إسلاميات، لاهور)

وقد اشتهر أبو الحسن رضي الله تعالى عنه بالقضاء حتى صار يضرب به المثل في حل المعضلات وفك المغلقات، حتى قيل في مشكلة يستعصي حلها ويصعب كشف كنهها: "قضية ولا أبا حسن لها" يعنون أن عليا أبا الحسن رضي الله عنه - وهو حلال المشكلات" اهـ.

(تعليقات أبي غدة، على الأحكام للإمام القرافي المالكي، السؤال الرابع، ص: ٧٤، مكتب المطبوعات الإسلامية بحلب، بحواله فتاوى محمودية) فقط

والله أعلم بالصواب

كتبه أمان الله غفر له
المتخصص في الفقه الإسلامي
بالجامعة الفاروقية بكراتشي
١٦ / ١١ / ١٤٣٠هـ

الجواب صحيح
محمد يوسف أفغاني
٢١/١١/٣٠هـ

الجواب صحيح
[signature]
٢٢/١١/٣٠هـ

جامعة فاروقية
دار الإفتاء
شاه فيصل كالوني نمبر ٤ كراتشي